

امام زفر بن المنزیل

(تیسری اور آخری قسط)

امام زفرؒ اور عمدہ قضا

امام زفرؒ کے بارے میں بعض تذکرہ نگاروں نے یہ لکھا ہے کہ آپ بصرہ کے قاضی رہے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ آپ کو پیش کش کی گئی لیکن آپ نے قبول نہیں کی۔ ان مختلف اور متضاد روایات کی بنا پر یہ مسئلہ ذرا مشتبہ صورت اختیار کرتا ہے۔ محمد بن عبد اللہ الصمد سے روایت ہے کہ آپ کو قضا کے عہدے کی پیش کش کی گئی مگر آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہیں جا کر چھپ گئے۔ آپ کا مکان گرا دیا گیا۔ آپ نے آکر پھر مہم کیا تو پھر پیش کش ہوئی۔ آپ نے ذرا تردد کیا تو آپ کا مکان پھر گرا دیا گیا۔ لیکن آپ نے یہ منصب قبول پھر بھی نہ کیا۔ آخر آپ کو معاف کر دیا گیا۔

یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ درج ذیل کتب میں آئی ہے :

۱۔ عبد الحی لکھنوی : فوائد النبیہ : ۵ : مطبوعہ مہر۔

۲۔ محی الدین ابی محمد عبدالقادر : ذیل الجواب المصنیہ : ۲ : ۵۳۷ مطبوعہ ہند ۱۳۳۲ھ۔

۳۔ کردری : مناقب امام اعظم : ۲ : ۱۸۳ مطبوعہ ہند ۱۳۲۱ھ۔

آپ کے قضا کے بارے میں یہ روایت آئی ہے :

ولی القضا البصرہ فقال له ابو حنیفۃ قد علمت ما بیننا و بین اهل البصرہ

من العداۃ و الحسد و المنافسۃ ما اظنک تسلم منهم فلما قدم البصرہ قاضیا

اجتمع اهل العلم علیہ

ذمیا طی نے تعالیک الانوار علی الدر المختار میں لکھا ہے کہ آپ بصرہ کے دارالقضا کے متولی رہے۔ اس کے علاوہ ”الجواہر المصنیۃ“ اور ”الاعلام“ میں آپ کے قاضی ہونے کی طرف اشارہ ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ ابن عبدالبر اور قرشی وغیرہ تذکرہ نگار کو اشتباہ ہو گیا ہے۔ اس لیے کہ ۱۳۸ھ سے ذی القعدہ ۵۶ھ تک یعنی اپنی وفات تک سوار بن عبداللہ العبری قاضی رہا ہے ان کی وفات کے بعد ان کا بیٹا عبداللہ بن سوار قاضی ہوا، اور یہی ابن حبان نے لکھا ہے۔ امام زفر کے رشتے دار بصرہ میں تھے جن سے ملاقات کے لیے آپ بصرہ گئے۔ ایک بار تو عثمان البتی (المتوفی ۳۴۷ھ) کے عہد میں گئے۔ جب ان کے درمیان مناظرہ ہوا اور امام زفر کامیاب رہے۔ پھر دوسری بار اپنے بھائی کی وفات اور امام ابو حنیفہ کی وفات کے بعد بصرہ گئے۔ اہل بصرہ نے آپ کو گھیر لیا اور وہیں بیٹھے پرچھوڑ کیا۔ آپ نے ملاقات وہیں رہ کر درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

دوسری بات یہ بھی ہے کہ قاضیوں کی فہرست میں کہیں بھی آپ کا نام نہیں ملتا۔ ایک اہل حلقہ اور عالم دین ہونے کی وجہ سے آپ کے اختلافی اقوال ضرور ملتے ہیں۔ آپ کی بصرہ میں جس قدر علمی شہرت تھی اس کی وجہ سے آپ لوگوں کا مرکز تھے۔ اسی بنا پر غائبان عبدالبر وغیرہ کو مغالطہ ہوا ہے۔

یہ بات زیادہ قرین یقین ہے کہ آپ نے ساری عمر تعلیم و تعلم میں گزاری اور قضا کا عہدہ قبول نہیں کیا۔ بلکہ اس کے لیے معتوب ہوئے لیکن پھر بھی اپنے استاذ محترم جناب امام ابو حنیفہ کے موقف پر قائم رہے۔

امام زفر بحیثیت زاہد و عابد

امام زفرؒ کی زندگی جہاں علمی کمالات کی وجہ سے ممتاز حیثیت رکھتی ہے، وہاں زہد و پیمیزگاری اور عبادت گزاری کی خصوصیات آپ کے کمندار کو اور اجاگر کرتی ہیں۔ آپ کے ہاں جس قدر مال و دولت تھا وہ آپ کی قناعت کی وجہ سے غریب لوگوں کی دلجوئی کا سامان بننا۔ آپ کو لوگ مال و دولت پیش کرتے لیکن آپ انکار کر دیتے۔

داؤد بن یزید بن مہلب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ امام زفرؒ یزید بن مہلب

سے ملنے آئے جب کہ وہ حجاج کے حکم سے مجبوس تھا۔ امام زفرؒ نے ان کے بیٹے مخلد کو بھیجا کہ جاؤ۔ ان سے ملنے کی اجازت مانگو۔ اجازت ملنے کے بعد امام زفرؒ گئے اور کہا کہ امیر تیری شان اس سے بھی بلند ہے کہ کوئی آپ کی طاقت سے بڑھ کر یا برابر کا سوال کرے۔ پچاس لدے ہوئے اونٹ آئے ہیں جس کی وجہ سے میں آپ کو ملنے آیا۔ یزید بن ملب نے کہا کہ پچاس اونٹ میرے حکم سے بھیجے گئے ہیں اور اتنی ہی تعداد کی مزید سفارش بھی کر دی ہے۔ امام زفرؒ نے کہا، خدا کی قسم! میں ان میں سے کچھ بھی نہ لوں گا۔ امیر نے کہا یہ کیوں؟ امام زفرؒ نے کہا کہ گویا میں نے اپنی عزت تیرے لیے جو اس سے زیادہ حیثیت رکھتی ہے قربان کر دی ہے۔ جتنا کہ تو نے میرا مال مجھے بخشش کیا۔ آپ نکل آئے اور ایک کوڑی تک مال میں سے لینا گوارا نہ کیا۔

امام زفرؒ عزت نفس کا بہت خیال کرتے تھے، جس کی وجہ سے ہر اس کام سے اجتناب کرتے جس سے ان کی عزت، ایمان اور آزادی پر حملہ ہو سکتا ہو۔ آپ ایک جید عالم تھے اس کی وجہ سے امرانے آپ کو اپنے دام میں لانے کے لیے کئی حربے استعمال کیے۔ لیکن آپ ہمیشہ بچ جاتے۔

عصمہ آپ کا ایک قول نقل کرتے ہیں جو آپ کی عظمتِ کردار کا ثبوت ہے:

عن عصمة قال قال ما تنبئت البقاء قط وما مال قلبي الى الله نيا۔

عصمہ سے روایت ہے کہ امام زفرؒ نے فرمایا کہ میں نے کبھی بقاء زندگی کی تمنا نہیں کی اور نہ کبھی میرا دل دنیا کی طرف مائل ہوا ہے۔

اسی طرح ایک اور روایت بشر بن القاسم روایت کرتے ہیں جس سے آپ کی اس نمایاں خوبی کی مزید تصدیق ہو جاتی ہے:

عن بشر بن القاسم قال سمعته يقول لا اخلف بعد موتي شيئا اخاف عليه الحساب فلما مات زفر قوم ما في بيته فلم يبلغ ثلاثة دراهم۔

۱۴ زاہد الکوثری، المحات النظر: ۵: مطبوعہ مصر ۱۳۶۸ھ

۱۵ محی الدین ابو محمد عبد القادر: ذیل الجواهر المفضی: ۲: ۵۳: مطبوعہ ۳۳۲ھ

۱۶ کردی، مناقب امام اعظم: ۲: ۱۸۳: مطبوعہ ۱۳۲۱ھ

بشر بن القاسم فرماتے ہیں کہ میں نے امام زفرؒ کو کہتے سنا کہ اپنی موت کے بعد کوئی چیز نہیں چھوڑوں گا۔ اس لیے کہ مجھے اس کے محاسبے کا خوف ہے۔ پس جب امام زفر فوت ہوئے اور ان کی بیوی گھر سے کلی طور پر جمع کر کے گئی گئی تو وہ تین درہم کی ملکیت سے زیادہ نہ نکلی۔

آپ پر گھریلو دسواروں کی بجا آوری کا احساس بھی بڑا شدید تھا۔ یہی وجہ ہے کہ موت کے قریب پورے اثاثے کو حقوق کے مطابق تقسیم کر دیا۔ ملج بن دکیج سے روایت ہے کہ امام زفر جب قریب الموت تھے تو اس وقت امام ابو یوسف اور چند دیگر علما موجود تھے، انھوں نے آپ سے آخری وصیت کے بارے میں استفسار کیا، تو آپ کہنے لگے کہ یہ سارا اثاثہ میری بیوی کا ہے اور یہ تین ہزار درہم میرے بھائی کے بیٹے کے لیے ہے اور اب اس کے بعد نہ کچھ میرا لوگوں کے ذمے ہے اور نہ کچھ لوگوں کا میرے ذمے ہے۔

آپ دنیا کے جھگڑوں جھبیلوں سے حد درجہ نفرت کرتے تھے۔ دین کے علاوہ کسی قسم کا کوئی تذکرہ سننا تک گوارا نہ کرتے۔ اسی لیے آپ کے ساتھی آپ کی موجودگی میں دنیاوی باتوں سے احتراز کرتے۔ ابراہیم بن سلیمان سے روایت ہے کہ جب ہم آپ کی مجلس میں بیٹھے تو ہمیں اس وقت جرأت نہ ہوئی کہ ہم کسی دنیاوی امر کا تذکرہ کریں۔ ایک دن ایک ساتھی نے بھولے سے کوئی بات چھیر دی تو آپ مجلس سے اٹھ گئے۔ ہم انہی باتوں میں آپ کا حال دیکھ کر کما کرتے تھے کہ آخرت کے خوف نے انھیں ہلاک کر دیا ہے۔

تمام تذکرہ نگاروں نے صراحت کے ساتھ اس بات کا ذکر کیا ہے کہ آپ نے علم اور عبادت کو باہم ملا دیا ہے، جہاں آپ بہت بڑے عالم اور مجتہد تھے، اور علمی مسائل پر کئی دسترس رکھتے تھے، وہاں عبادت میں اس سے کہیں زیادہ انہماک رکھتے یہاں تک کہ آخری عمر میں تو آپ اس قدر عبادت میں مشغول رہتے کہ لوگوں نے یہ سمجھنا شروع کر دیا کہ آپ صرف

۵۵ کردری۔ مناقب امام عظیم - ۱: ۱۸۳ مطبوعہ مصر ۱۳۲۱ھ

۵۶ طاش کبریٰ زادہ: مفتاح السعادة: ۲: ۱۱۳: مطبوعہ حیدرآباد ہند۔

۵۷ ابواسمعیل شیرازی: مناقب امام عظیم - ۱: ۱۸۳ مطبوعہ بغداد ۱۳۵۵ھ

عبادت ہی کے ہو کر رہ گئے ہیں یہ

آپ نہایت سادہ مزاج تھے۔ کسی قسم کا تکلف اور تصنع نہ کرتے تھے۔ بلال بن ریحی روایت کرتے ہیں کہ داد و الطائیؓ اور امام زفرؒ منہ لوٹے بھاتی تھے ایک دوسرے کے آگے پیچھے نہ کرتے تھے۔ ایک روز الطائی کو ٹرا کر کث کی جگہ آکر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد امام زفر آئے تو وہ بھی ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔

”شذرات الذہب“ میں ہے :

كان ثقة في الحديث موصوفا بالصداقة -
آپ حدیث میں ثقہ اور عبادت گزاری سے متصف تھے۔

حافظ ابن حجر نے لسان المیزان میں آپ کو ”احد الفقہاء الزہاد صدوقی“ کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ شداد سے روایت ہے کہ میں نے اسد بن عمرو سے پوچھا کہ حضرت امام ابو یوسفؒ زیادہ ماہر فقہ ہیں یا امام زفرؒ، تو وہ کہنے لگے کہ امام زفرؒ اوسع یعنی سب سے زیادہ پرمیزگار ہیں۔ شداد کہتے ہیں کہ میں نے سوال دہراتے ہوئے پوچھا کہ فقہ میں کون آگے ہے تو وہ کہنے لگے۔ اے شداد پرمیزگاری ہی سے آدمی کا مرتبہ بلند ہوتا ہے۔ امام ذہبی نے آپ کو ایک بہت ہی سچا اور بہت بڑا نمائندہ کہا ہے۔

ابو مطیع کا قول ہے : زفر حجة على الناس واما ابو يوسف غرته الدنيا بعد الغرور

۵۵ ذہبی : العبر : ۱ : ۲۱ مطبوعہ کویت ۱۹۶۰ء

۵۶ کردی : مناقب امام اعظم : ۲ : ۱۸۵ : مطبوعہ ہند ۱۳۲۱ھ

۵۷ ابوالفلاح عیسیٰ بن علی : شذرات الذہب : ۱ : ۲۴۲

۵۸ ابن حجر : لسان المیزان ، ۲ : ۴۷۶ : مطبوعہ ہند ۱۳۳۰ھ

۵۹ عبدالحی لکھنوی - فوائد البیہ : ۵ : مطبوعہ مصر ۱۳۲۳ھ

۶۰ ذہبی : میزان الاعتدال ، ۲ : ۱۷۱ : مطبوعہ دارالاحیاء الکتب الطبی البابی وشرکار ۱۳۸۲ھ

۶۱ مناقب امام اعظم : مطبوعہ دارالاحیاء الکتب الطبی البابی وشرکار ۱۳۸۲ھ

زفرؒ لوگوں پر رحمت ہیں لیکن ابو یوسفؒ کو دنیا کی کثرت نے بعض غلط فہمیوں میں ڈال دیا۔

حسن بن زیاد سے روایت ہے کہ داؤد السہلیؒ اور امام زفرؒ منہ بولے بھاتی تھے۔ داؤدؒ نے فقہ سے علیحدگی اختیار کر لی لیکن امام زفرؒ نے دونوں کو باہم سمونے رکھا۔^{۱۵}

یحییٰ بن معین سے مروی ہے کہ میں نے ابو نعیمؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ امام زفرؒ سب سے اچھے لوگوں میں سے تھے اور مجھے انھوں نے امام زفرؒ کا کوفے کا وہ مکان دکھایا جو حیانہ میں جہان کے وسط میں کھلا ہوا تھا۔ ابو نعیمؒ اس پر امام زفرؒ کی دیر تک کھڑے ہو کر تعریف کرتے رہے۔^{۱۶}

امام زفرؒ کی ازدواجی زندگی

امام زفرؒ کی دو شادیاں ہوئیں۔ ایک خالد بن حارثؒ کی بہن سے جس کا خطبہ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے پڑھا۔ آپ نے اپنے خطبہ میں فرمایا:

عن سلیمان العطار قال تزوج زفر ودعی الی عمرہ الامام فالتمس منه ان
یخطب فقال فی خطبته هذا زفر من ائمة المسلمين وعلم من اعلامهم فی
شرافہ وحسبہ ونسبہ۔^{۱۷}

سلیمان العطار سے مروی ہے کہ امام زفرؒ کی شادی ہوئی تو انھوں نے شادی پر امام ابو حنیفہؒ کو دعوت دی، پھر ان سے خطبہ نکاح پڑھنے کی درخواست کی۔ چنانچہ آپ نے خطبہ میں کہا یہ زفرؒ مسلمانوں کے امام اور شرافت، حسب اور نسب میں سرداروں کے سردار ہیں۔

یہی خطبہ تھا کہ جس پر آپ کے رشتہ دار جزبہؒ ہوئے کہ امام ابو حنیفہؒ کی بجائے اپنے رشتہ داروں میں سے کسی کو خطبہ پڑھنے کے لیے کچھ نہیں کہا، تو آپ نے کہا کہ خدا کی قسم اگر میرے والد بھی زندہ

^{۱۵} فقیر محمد علی۔ حدائق الحنفیہ: ۱۰۹، مطبوعہ نول کشور ہند۔

^{۱۶} زاہد الکوثری: لمحات النظر: ۸، مطبوعہ مصر ۱۳۶۸ھ

کے ایضاً

^{۱۷} عبدالحی لکھنوی، المعارف، ۱۳۶۲ھ

یہاں ہوتے تو تب بھی میں حضرت امام ابو حنیفہ سے خطبہ پڑھواتا۔^{۱۹}

آپ کا دوسرا نکاح آپ کے مرحوم بھائی کی بیوہ سے ہوا۔ یہ نکاح امام ابو حنیفہ کی وفات کے بعد ہوا، جب آپ بھائی کی وفات کے بعد ان کی میراث سے حصہ بانٹنے گئے۔ اسی موقع پر اہل مصر نے آپ کو وہیں رہنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ آپ پھر آخر عمر تک یہیں درس و تدریس کا فریضہ سر انجام دیتے رہے۔^{۲۰}

اولاد

تذکروں میں آپ کی اولاد کے بارے میں بہت کم ذکر کیا گیا ہے۔ ابن سعد نے صرف آپ کے ایک بیٹے عثمانؒ کا ذکر کیا ہے جنہوں نے مامون کے دورِ خلافت میں کوفہ کے اندر ربیع الثانی یا جمادی الاولیٰ ۲۱۸ھ میں وفات پائی۔ آپ سے کئی ایک کتب میں روایات بھی منقول ہیں۔

تصانیف و تالیفات

ملیح بن دکیع بن الجراح سے روایت ہے کہ آپ بہت کم لکھا کرتے تھے۔^{۲۱} لیکن پھر بھی آپ نے اس میدان میں بہت کام کیا ہے۔ فقہ حنفیہ کی تدوین میں جس قدر آپ کا حصہ ہے وہ دوسروں کا نہیں۔

جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے آپ اس دس رکنی کمیٹی کے فرد تھے جس نے تدوین فقہ پر کام کیا۔ زر کلی لکھتے ہیں: وهو احد العشرة الذين دقنوا الكتب۔^{۲۲}

^{۱۹} کردری: مناقب امام اعظم، ۲: ۱۸۲، مطبوعہ ہند۔

^{۲۰} طاش کبریٰ زادہ: مفتاح السعادة، ۲: ۱۱۳، مطبوعہ ہند۔

^{۲۱} محی الدین نووی: تہذیب الاسماء واللغات، ۱: ۱۹۷، مطبوعہ مصر۔

^{۲۲} ابن سعد: طبقات الکبریٰ، ۶: ۲۸۷، مطبوعہ لیدن ۱۳۲۵ھ۔

^{۲۳} کردری: مناقب امام اعظم، ۲: ۱۸۵، مطبوعہ ہند۔

^{۲۴} زر کلی: الاعلام، ۳: ۸۱۔

موفق نے عطیہ بن اسباط سے ایک روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن المبارک جب کوثر آئے
امام زفر انھیں امام ابوحنیفہ سے روایت کر کے اپنی کتابیں لکھواتے تھے۔ عبداللہ بن المبارک
لکھتے تھے۔ انھوں نے کئی باریہ کتابیں لکھیں۔ ایک آدمی نے ان سے پوچھا کہ امام ابوحنیفہ زیادہ
فقہ تھے یا امام مالک؟ تو عبداللہ بن المبارک نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ امام مالک کی طرح پورے
کرۃ ارض میں سب سے زیادہ فقہ ہیں۔ ۲۵

تذکروں میں امام زفر کی جن کتابوں کا ذکر آیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ کتاب الآثار

یہ کتاب ان روایات پر مبنی ہے جو آپ نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیں۔ آپ سے آپ
کے نقین شاگردوں ابو وہب محمد بن مزاحم، شداد بن حکیم اور حکم بن ایوب نے روایت کی۔
محمد بن مزاحم اور شداد بن حکیم سے مروی کتاب الآثار کے دونوں نسخوں کا تذکرہ مشہور محدث
عبداللہ الحاکم النیساپوری نے اپنی کتاب ”معرفۃ علوم الحدیث“ کے صفحہ ۱۷۱ پر کیا ہے۔
اس کے علاوہ اس کا ذکر امام محمد بن نصر مروزی نے اپنی کتاب قیام سیل و فیما یرضان
کتاب الترمذ میں جس امام اعظم کی کتاب کا ذکر ”زعیم النعمان فی کتابہ“ کے پیرائے میں کیا
ہے، وہ بھی یہی ابو وہب محمد بن مزاحم والی کتاب الآثار ہے جو امام مروزی کو ان کے شاگرد
ابو النضر محمد بن محمد کے حوالہ سے ملی ہے۔

یہ نیشاپور کے نامی گرامی قاضی ہیں۔ ان سے عبداللہ الحاکم نے حدیث پر طبعی ہے۔
امام حاکم نے تاریخ نیشاپور میں لکھا ہے کہ ان کے لیے ۳۲۵ھ حریم باقا عدہ مجلس درس
لگی تھی۔ ان کی وفات ۳۳۸ھ میں ہوئی۔ حافظ سخانی نے ”الانساب“ میں ابو وہب
محمد بن مزاحم کو احمد بن بکر بن یوسف کا استاد قرار دیتے ہوئے لکھا ہے۔ ہروی عن ابی
وہب محمد بن مزاحم المروزی عن زفر عن ابی حنیفہ۔

۲۵ موفق: مناقب امام اعظم، ۱: ۶۸ مطبوعہ مہند۔

۲۶ صدیقی محمد علی کاندھلوی: امام اعظم ابو حنیفہ، مطبوعہ سیالکوٹ۔

حکیم بن ایوب کی کتاب الآثار کا ذکر حافظ ابوالشیخ ابن جہان نے اپنی کتاب طبقات المحققین میں احمد بن رستم کے ترجمہ میں لکھا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں :

” احمد بن رستم بن بنت محمد بن الخثیر کان عذبة السنن عن محمد بن الحکیم عن زفر عن ابی حنیفة -

احمد بن رستم کے پاس بجا محمد از حکم از زفر از ابی حنیفة کتاب السنن تھی۔

امام طبرانی نے معجم صغیر میں اس نسخہ کی ایک حدیث روایت کی ہے :

حدثنا احمد بن رستم بن عمرو الہمدانی ثنا الہذیل عن ابی حنیفة (معجم صغیر طبرانی ص ۳۷)

حافظ ابن ماکولانے بھی ”الاکمال“ میں احمد بن بکر کے تذکرے میں لکھا ہے :

احمد بن بکر بن یوسف ابوبکر الحصینی ثقة یمیل میل اهل النظر روی

عن ابی وہب عن زفر بن الہدیٰ عن ابی حنیفة کتاب الآثار (الاکمال ص ۱۸)

ان تصریحات کی موجودگی میں شیخ محمد ابو زہرہ کا ”ابو حنیفة“ نامی کتاب میں یہ کہنا درست

نہیں ہے کہ :

زفر لم یؤثر عنه کتب ولم تحرف له رواية لمذهبي شيخه ۱۵

۲ : محروم فی الفروع الحنفیہ :

یہ کتاب حنفی فروعیات پر مبنی ہے۔ اس کا ذکر حاجی خلیفہ نے اپنی تصنیف کشف الظنون

کی دوسری جلد کے صفحہ ۱۵۹ مطبوعہ تہران ۱۳۷۸ھ میں ”بدائع الخشی“ نام کی ایک

تصنیف کا حوالہ دیتے ہوئے کیا ہے۔ اس کے علاوہ بغدادی کی تصنیف ”ہدیتہ العارفین“

کی پہلی جلد کے صفحہ ۳۷۳ مطبوعہ ایران ۱۹۵۱ء میں بھی اس کا تذکرہ آیا ہے۔

۳ : مقالات

اس کتاب کا ذکر بھی بغدادی نے اپنی کتاب ”ہدیتہ العارفین“ کے مذکورہ بالا صفحہ پر

امام زفر کے باب میں کیا ہے۔ کتاب کے مفہوم کے بارے میں فی الحال تو کچھ نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ کچھ دنوں کی محنت کے بعد ہی اس کے بارے میں کچھ کہا جاسکے گا۔

سفر آخرت

شعبانؑ کا مقدس مہینہ تھا۔ امام ابو یوسف، خالد بن حارث اور فضل بن وکیع وغیرہ اکابر علما جمع تھے۔ علمائے آخری وصیت کے بارے استفسار کیا۔ آپ نے وضاحت کی یہ مال میری بیوی کا ہے اور یہ تین ہزار درہم میرے بھائی کے بیٹے کے ہیں فضل بن وکین فرماتے ہیں کہ آپ پر نزع کا عالم طاری تھا اور آپ کے ہونٹوں پر ”لہا مہر و فی حال لہا مثلثا مہر“ کے الفاظ تھے۔ اس روایت سے آپ کی علم دوستی اور فقہاء کا ثبوت ملتا ہے۔

علم و عبادت کا یہ چراغ جس سے کئی چراغوں کو روشنی ملی، آخر اپنی یادیں اور علمی کارناموں کا انمول تحفہ دے کر شعبان ۱۵۸ھ میں اس دنیا سے روشنیاں سمیٹتا ہوا نور حقیقی کے حضور جا پہنچا۔ آپ امام ابو حنیفہ کے سب سے پہلے وفات پانے والے شاگرد ہیں اللہم اغفرلہ ولجميع المسلمين۔

۲۸ صدیق حسن خاں: استحاث النبلا: ۲۵۱، مطبوعہ کانپور ۱۲۸۸ھ

۲۹ ذہبی: دول الاسلام: ۸۲، مطبوعہ حیدرآباد ۱۳۳۷ھ۔